سفری یادداشتیں......۲

ترکی و ماریشس

جزیرہ ماریشس، ایک ایسا خطہ زمین جس کے قدرتی حسن کا چرچا دنیا بھر میں ہے، جو بیرونی طور پر چاروں طرف سے پانی سے گھرا ہے اور اندرونی طور پر غلامی کی ایک درد بھری داستان لئے ہوئے ہے۔ ہندوستان سے اور بعض افریقی ممالک سے غریب لوگوں، کسانوں، ہاریوں اور کھیتوں پر کام کرنے والوں کو مہذب کہلانے والے گورے لوگ جھانسہ دے کر جہاں بحری جہازوں میں بھر کر لائے، انہیں غلام بنایا گیا اور ان سے جبری مشقت لی جاتی رہی۔اس اذیت ناک دورِ غلامی کے مناظر اب بھی ماریشس کے ایک میوزیم میں محفوظ ہیں ......ماریشس کی آزاد فضاؤں میں سانس لینے والی ان غلاموں کی موجودہ نسل جہاں اپنے آباء کی داستانِ خونچکاں اب بھی آپ کو بڑے کرب سے سناتی ہے۔

قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی، ان کے والدِ گرامی حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی اور مولانا فضل الرحمٰن انصاری کی ماریشس میں تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر اکثر سنا تھا اور جنوبی افریقہ کے ایک سفر کے موقع پر ہمارے میزبان محترم مفتی محمد اکبر ہزاروی صاحب نے بھی ماریشس کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا کہ اللہ کی اس بستی کو دیکھنے کا شوق موجزن ہوگیا......چنانچہ فروری ۲۰۱۵ء میں ہم عازم سفر ہوئے۔واضح رہے کہ گزشتہ بیس برس سے راقم کی یہ کوشش رہی ہے کہ ہر سال بلاد اللہ میں سے کوئی نیا بلد، نیا ملک دیکھا جائے ......اور قل سیروا فی الارض پر عمل کرتے ہوئے دنیا کے مختلف ملکوں میں آباد اللہ کی مخلوق کے احوال سے واقفیت حاصل کی جائے۔چنانچہ اب تک اکیس ملکوں کی سیاحت ہوچکی ہے وذلک بفضلہٖ ومنہ وکرمہ.....................

مولانا، نادیر (نذیر) رجب علی نے ماریشس وزٹ کرنے کے لئے دعوت نامہ ارسال کیا جس

پر ہمیں ماریشس کا ویزا مل گیا، ۱۵ فروری کو ہم کراچی سے ترکی استانبول کے لئے صبح چھ بیس کی فلائیٹ سے روانہ ہوئے ......جس نے چھ گھنٹے میں استانبول پہنچایا۔استانبول میں پاکستانیوں کو ائرپورٹ پر ویزا مل جاتا ہے لیکن اگر بلیو پاسپورٹ ہوتو ویزا کی ضرورت نہیں ہوتی ۔اگرچہ اس سے قبل ترکی جانے کا اتفاق ہو چکا ہے لیکن تب سفارتخانہ سے باقاعدہ ویزا حاصل کیا تھا، اوراس بار بغیر ویزا کے جانے کا راقم کا یہ پہلا تجربہ تھا کہ کیا ہوتا ہے ۔الحمدللہ جونہی امیگریشن کے کاؤنٹر پر پہنچے انہوں نے پاسپورٹ میں انٹری کی مہر لگادی اور ہم باہر آ گئے جہاں ہم نے ترکش ائر لائن کے ہوٹل ڈیسک سے رجوع کیا اور انہوں نے پندرہ بیس منٹ میں گاڑی مہیا کردی جو ہوٹل لے کر جائے گی۔ (انتظار گاہ میں بیٹھے ہیں یہیں بیٹھ کر یہ چند سطور قلم بند کرنے کا موقع مل گیا) گاڑی نے پانچ منٹ تک مزید مسافروں کا انتظار کیا اور پھر ہوٹل کی جانب روانہ ہوگئی۔ یہ ہلٹن ہوٹل ہے۔

کوئی سوچ سکتا ہے کہ جانا افریقہ تھا (ماریشس) اور گئے یورپ کی طرف (ترکی) ؟ تو اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ہم نے ٹریول ایجنٹ سے دریافت کیا کہ ماریشیس جانے کے روٹ اورائر لائن کونسی ہیں تو انہوں نے بتایا کہ اکثر لوگ قطر ائرویز سے، براستہ دوحہ یا امارات ائرلائن سے براستہ دبئی یا ابوظہبی جاتے ہیں۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ ایک ٹکٹ میں دو مزے ہوجائیں ہم ماریشس کے سفر میں کوئی اور ملک بھی دیکھ لیں ۔استفسار پر معلوم ہوا کہ ترکش ائر لائن بھی جاتی ہے، ہم نے کہا تب تو بہت اچھا رہے گا کہ ہم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے قسطنطنیہ میں واقع مزار شریف کی زیارت بھی کرلیں گے ان کی خدمت میں تسلیمات پیش کریں گے اور ترکی میں مزید کچھ تاریخی آثار دیکھ لیں گے اور قونیہ میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بار اور زیارت کر آئیں گے ......چنانچہ ترکش ائر لائن کا ٹکٹ لے لیا......اور یوں یہ سفر اگرچہ ذرا طویل ہوگیا تاہم بہت سی خیر وبرکت اس میں شامل ہوگئی۔ ہم استانبول میں ہوٹل پہنچے اور رضوان بھائی کو فون کیا جو ہمارے وہاں جاننے والے ایک مہربان ہیں ۔تھوڑی دیر میں رضوان وڑائچ صاحب آ گئے یہ یہاں اپنا کاروبار کرتے ہیں جذبے والے ہیں سابق اے ٹی آئی کے ساتھی ہیں......ان کا پتہ زبیر اشرفی صاحب سے ملا تھا، ان کے ساتھ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار شریف حاضری کے

لئے روانگی ہوئی ، اس علاقہ کو یہاں ایوب سلطان کا علاقہ کہتے ہیں۔گزشتہ مرتبہ جب میں یہاں آیا تھا تو مزارشریف کی تزئین و آرائش اور عمارت کی مرمت ہورہی تھی اندر جانے کا موقع نہیں ملا تھا باہر کھڑکی سے زیارت ہوئی تھی۔اب کی بار کام مکمل ہو چکا ہے اور خوبصورت زیبائش ہوئی ہے۔اندر جاکر بیٹھنے کا موقع ملا عصر کی نماز حضرت کی مسجد ہی میں ادا کی۔پھر دوبارہ اندر آکر بیٹھا درود شریف پڑھتا رہا۔آدھ گھنٹے بعد عثمان آگئے اور پھر عثمان و رضوان کے ساتھ ہم قریب ہی واقع ایک ہوٹل میں کھانا کھانے چلے گئے۔عثمان بھائی کا تعلق ضلع میانوالی سے ہے اور یہ ایک صوفی سلسلہ کے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں ترکی میں اعلی تعلیم کے سلسلہ میں استانبول میں مقیم ہیں......اور اب مسلم ہینڈز کے ساتھ بھی کام کرتے ہیں۔

مغرب کی نماز ہم نے واپس ہوٹل جاکر ادا کی رضوان اور عثمان چلے گئے۔رات کو گیارہ بجے ترکش ائرلائن کی گاڑی آگئی اور وہ ہوٹل سے اتاترک ائر پورٹ لے گئی جہاں سے مجھے ماریشس کے لئے دو بج کر بیس منٹ پر روانہ ہونا ہے۔اس طرح مختصر سے وقت میں ایک کام تو ہوگیا......قونیہ کی حاضری واپسی پر انشاء اللہ ہوگی۔

عشاء کی نماز ہم نے ہوٹل میں ادا کرلی تھی۔ائرپورٹ پر تین گھنٹے انتظار میں گزارنا آسان نہیں، چنانچہ اللہ کے گھر کی راہ لی اور ائرپورٹ لاؤنج کے اندر ہی واقع چھوٹی سی مسجد میں کچھ دیر کو پڑاؤ کیا۔جس سے وقت بھی اچھا پاس ہوگیا اور کچھ اللہ اللہ بھی ہوگئی۔یہ وقت وسیع وعریض لاؤنج میں پھیلے ہوئے ڈیوٹی فری شاپس کے ایریا میں یا کیفیٹریا میں بھی گزارا جاسکتا تھا جہاں بہت سے لوگ بہت سی انجوائمنٹ میں مصروف تھے لیکن ہم درویشوں کو اپنی دنیا ہی اچھی لگتی ہے اور وقت جیسے قیمتی اثاثے کو سفر میں بھی کارآمد بنایا جاسکتا ہے،مسجد میں گزارے ہوئے تین گھنٹوں میں کچھ عبادت میں کچھ تلاوت میں اور کچھ اعتکاف کے سہارے آرام میں بیت گئے۔اللہ بھلا کرے کتاب الحیل اور اس کے مرتب کا کہ ہم ایسے مسافروں کے کم ازکم اس طرح کے کام آسان ہوجاتے ہیں......

سوا ایک بجے گیٹ نمبر۱۲ سے جہاز میں سوار ہونا ہے۔آخر روانگی کا وقت آپہنچا اور ہم ہوئے جہاز میں سوار..........یہاں گیٹ بہت زیادہ ہیں اور دور دور بھی اس لئے مسافروں کو یہاں

بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے بسا اوقات لوگ بروقت اپنے مقررہ باب پر (جہاں سے جہاز میں سوار ہونا ہے) نہ پہنچ سکنے کے باعث پرواز نہیں پکڑ سکتے اور یوں فلائیٹ مس ہوجاتی ہے جس کے بعد دشواریوں کا ایک نیا باب کھل جاتا ہے۔سیٹ دوبارہ بک اور کنفرم کرانا، اگر اسی روز دوسری فلائیٹ نہیں تو اگلی فلائیٹ تک انتظار میں رکنا، ہوٹل کا انتظام کرنا، اکل وشرب کے معاملات واخراجات اور بسا اوقات نئے ٹکٹ کی خریداری تک کا مسئلہ بھی پیدا ہوجاتا ہے۔

جہاز نے استانبول سے دس گھنٹے کی طویل پرواز کی اور دوپہر بارہ بجے ماریشس پہنچایا، سر سیووساگر رام گلام انٹرنیشنل ائر پورٹ ماریشس (Sir Seewoosagur Ramgoolam International Airport) پر ہم اترے تو ایک نئی دنیا تھی وہاں استانبول میں گوروں کی دنیا اور یہاں سیاہ فام لوگوں کی دنیا..........ہم نے ایک مسافر سے پوچھا کہ اس ائر پورٹ کا نام سر سیووساگر رام گلام انٹرنیشنل ائر پورٹ کیوں ہے اور یہ کب سے ہے تو اس نے ہمیں ایک کتاب (Guide Book) دی جس میں لکھا تھا.......................

In 1942, when Mauritius was a Crown colony, the government decided to build a small airport at Plaine Magnien near Mahébourg. The airport was used to import products from the United Kingdom and its colonies, as well as for exports. The airport was used as a military base for the Royal Air Force during World War II. The operations of the civil airport started just after the Second World War which gave a boost to the Mauritian economy.[1]

The first flight to Rodrigues island was made on 10 September 1972, an Air Mauritius flight from Plaisance airport to the Plaine Corail Airport (now Sir Gaëtan Duval Airport) at Rodrigues using Twin Otter(3B-NAB). Later the twin otters were replaced by ATR 42-300 and ATR 42-500 twin turboprops.

Later in 1986, infrastructure works were undertaken to

accommodate larger aircraft. Thus, a new terminal was built including aerobridges to meet the expected increase in traffic growth, and a car park attached to the new building and customs service for international routes. The new terminal consisted of two floors and could accommodate up to four aircraft simultaneously via aerobridges.

ماریشس بحر ہند میں مڈغاسکر کے مشرق میں واقع ان ممالک (جزائر) میں سے ایک ہے جہاں انگریز ہندوستان سے لوگوں کو غلام بنا کر بحری جہازوں میں بھر کر لائے تھے۔اور یہاں ان سے مشقت لیتے تھے...... چونکہ یہ جزیرہ انگریزوں کی ملکیت تھا اور یہاں گنا کاشت ہوتا تھا چنانچہ ان لوگوں کو گنے کی کاشت او کٹائی کی مشقت پر لگایا گیا۔اس کا دارالحکومت پورٹ لوئیس ہے۔

ائرپورٹ سے ہمیں مولانا ناذیر اشرفی صاحب (نذیر اور ان کے چھوٹے بھائی نفیس) نے لیا اور سب سے پہلے یہ اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر لے گئے جو اس قبرستان میں واقع ہے جہاں سے گزر کر ان کے گھر کی جانب جانا ہوتا ہے۔نذیر صاحب جو رجب علی صاحب کے صاحبزادے ہیں ماریشس کے ضلع گرینڈ پورٹ میں رہتے ہیں......

ان کا گھر ماشاء اللہ بڑا بھی ہے اور خوبصورت بھی۔گھر کے ساتھ ہی ان کی پراپرٹی ہے جس میں وئر ہاؤس ہے ان کی اپنی ایک گارمنٹ فیکٹری ہے ۔یہ علاقہ نیو گروو (New Grove) کہلاتا ہے۔

عشاء کی نماز میں ہم جامع مسجد روز بیل (Rose Belle) ماریشس گئے جہاں مولانا شمیم خدادین امام وخطیب ہیں ......ان کے ہاں نماز کے بعد ذکر کی محفل تھی۔یہ جامعہ نعیمیہ لاہور سے فارغ التحصیل ہیں اور ہمارے دوست ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب اور علامہ غلام نصیرالدین نصیر صاحب کے شاگرد ہیں۔سنی علماء وائمہ کونسل ماریشس کے صدر ہیں۔

ہمارا خیال تھا کہ ہم ہوٹل میں اپنے خرچ پر ٹھہریں گے اور سیر وسیاحت کریں گے مگر میزبان محترم نے کہا میرے استاذ صاحب کا حکم ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت کرنی ہے ، اور

خدمت گھر پر ہی اچھی ہوسکتی ہے ،اگر آپ کو میرا گھر پسند نہ آئے تو پھر آپ ہوٹل میں جانا پسند کریں تو چلے جایئے گا۔ہمارا گھر بڑا بھی ہے اور خالی بھی ۔والد انڈیا گئے ہوئے ہیں ، اہلیہ اپنے میکے میں ہے اور ہم صرف تین بھائی ادھر ہیں ...... آپ کو انشاء اللہ راحت ملے گی ......ان کے گھر پہنچے تو یہ واقعتاً کھلا بھی تھا اور خوبصورت بھی ، گھر کے ساتھ ہی ان کا کارخانہ ہے اور دوسری جانب ایک بڑا لان جس میں پھل دار درخت اور سبزیاں ہیں۔

ناذیر اشرفی کے گھر ہم نے ماریشس کی سبزی اور ان کے اپنے گھر کے امرود کے درخت کا پھل کھایا...... یہ سبزی ذائقہ میں کدو جیسی اور شکل میں امرود جیسی ہے جیسے ایک بڑا امرود ہو۔اس شکل کی سبزی ہم نے پہلے کبھی کھائی نہ دیکھی ......کہ دیکھو تو امرود اور کھاؤ تو کدو...........انہوں نے چینی امرود بھی کھلائے جو سائز میں ہمارے ہاں کے بیروں سے بڑے نہیں ......ان سے یہ بات بھی پتا چلی کہ امرود کے جس پھل کو طوطا کھا جائے اور باقی کھایا ہوا چھوڑ جائے تو حضرتِ طوطا کے اس پس خوردہ میں علاج ہے اس بچے کا جو بڑا ہو رہا ہو مگر باتیں نہ کرتا ہو۔اسے وہ امرود کھلائیں تو باتیں کرنے لگے گا۔(سبحان اللہ) یہ کہتے ہیں یہ بات مجرب ہے اور خود ان پر اس کا تجربہ ہوا ہے۔ان کی والدہ بتاتی تھیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا تھا اور پھر تم طوطے کی طرح بولنے لگے۔

بروز جمعہ ۱۷ فروری ،صبح ہم وزارت صحت کے آفس گئے جہاں ہمارے خون کے نمونے ٹیسٹ کے لئے ، لئے گئے ۔وزارت صحت کا یہ آفس روز بیل کے علاقہ ہی میں ہے ۔پھر ہم نے بازار سے اپنے لئے نرم سے بوٹ خریدے کیونکہ جو جوتا ہم پاکستان سے پہن کر آئے تھے وہ دیکھنے میں اگر چہ خوش نما تھا مگر چلنے میں مشکل پیدا کر رہا تھا......جوتا خریدتے ہوئے خیال آیا اگر یہ کم بخت پاؤں کو تکلیف نہ پہنچاتا تو خواہ مخواہ ایک مزید جوتا خریدنا نہ پڑتا مگر یہ سبق بھی ملا کہ ہر خوشنما چیز کو شریک سفر و رفیق حیات نہیں بنایا جاسکتا ،اسی کو یہ سعادت مل سکتی ہے جو راحت پہنچائے ......نیا جوتا خرید کر اسی وقت پہن لیا اور چل پھر کر دیکھ لیا ، تھا تو کالا کلوٹا سا مگر آرام دہ......

☆لاتضیع عمرك فی التنقل بین التخصصات والوظائف والمهن فان معنی هذا انك لم تنجح فی شیء.☆

نمازِ جمعہ کے لئے ہم مولانا شمیم خدادین کی مسجد (جامع مسجد) گئے جس کا افتتاح حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کیا تھا۔اس وقت مولانا احمد بشیر کینو، ان کے ساتھ تھے، وہ یہاں مولانا کے خاص آدمی سمجھے جاتے ہیں، اس مسجد میں آج خطاب کا موقع دیا گیا، موضوع والدین کے حقوق اور تربیتِ اولاد صوفیاء کرام کی تعلیمات کی روشنی میں......رہا۔

مسجد میں نمازی کافی تھے اور یہ روز بیل کے علاقہ کی بڑی مسجد ہے جس کے ساتھ مدرسہ بھی ہے۔

نماز کے بعد مولانا شمیم خدادین کے گھر کھانا کھایا جو افریقی نوعیت کا تھا۔

۱۷ فروری...... جمعہ کے روز بعد عشاء ہم پلینڈی پاپائی پہنچے ماریشس کے دارالحکومت پورٹ لوئیس سے گزر کر پلینڈی پاپائی جانا ہوا۔گویا ماریشس کے ایک اور شہر کی سیر ہوگئی۔یہ ایک الگ چھوٹا سا شہر ہے جہاں مولانا عبدالقدیر صاحب امام وخطیب ہیں۔مولانا نوجوان عالم ہیں اور ہندوستان سے تعلق ہے۔بتایا گیا کہ ان سے قبل یہاں مولانا امام حسن ڈیناولی (Imam Hassan Dinaully) امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ان کی پیرانہ سالی اور ناسازی طبع کی بنا پر نئے امام صاحب کا تقرر چند ماہ پہلے ہی ہوا ہے۔سابق امام صاحب بھی پروگرام میں موجود تھے۔یہاں نمازیوں کی تعداد زیادہ نہیں تھی سو کے لگ بھگ ہوں گے اور سب کے سب تقریباً ادھیڑ عمر یے تھے۔یہاں میں نے علم دین کے حصول کی ضرورت پر گفتگو کی۔............

پھر ایک پروگرام مولانا افضل ہوسایا (Rousaye) کے ہاں پلینڈی پاپائی (Plaine Des Papayes) کے علاقہ میں اکبری مسجد میں ہوا پلینڈی پاپائی کا مطلب ہوتا ہے جہاں پپیتے کے بہت سے کھیت ہوں۔مولانا عبدالقدیر امام تھے۔

یہاں مسجد سے متصل مجلس رضا کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے۔بتایا گیا کہ ادارے میں اب طلبہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔اس کے مہتمم مولانا افضل ہوسایا (Rousaye)

ہیں...... پروگرام کے اختتام پر مسجد کے جنرل سیکرٹری صاحب کے گھر پر جو مسجد سے متصل ہی تھا چائے کا اہتمام تھا۔انتظامیہ مسجد کے سیکرٹری صاحب کا نام فہیم احمد باشی الدین ہے۔ (Fahim Ahmed Bashiuddeen) اور یہ خاصے ایکٹو نظر آئے۔مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت اوران کے والد گرامی مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت یہاں ہر سنی مسلمان کے دل میں ہے۔فہیم صاحب نے بتایا کہ ان کے والد احمد بشیر صاحب نورانی میاں سے بہت قریبی تعلق رکھتے تھے اور ایک مسجد کے امام بھی تھے......فہیم احمد صاحب کا فون نمبر 230-57292492 اور 230-59272492 ہے اور ای میل fahimehza@hotmail.com ہے۔ایڈریس اکبری مسجد، مسجد روڈ پلینڈی پاپائی (Plaine Des Papayes) ماریشس ہے۔اس مسجد کے متولی حبیب اللہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔اور یہیں جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیق کی انتظامیہ کے ایک ذمہ دار جناب محمد اسد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو اپنی مسجد کے لئے وقت لینے آئے تھے۔ہم نے کہا بائی صاحب ہم سیر کرنے آئے ہیں تبلیغی دورے پر نہیں، اور نہ کچھ زیادہ ہمیں وعظ کہنے کا شوق ہے۔معذرت قبول فرمائیں......مگر انہوں نے اصرار ہی نہیں کیا با قاعدہ وعظ بھی کیا کہ دیکھئے حضرت آپ آئے ہیں تو اس ملک کے لوگوں کا بھی کچھ بھلا ہو جائے۔کوئی اچھی بات جو آپ لوگوں کو بتائیں گے وہ آپ کی طرف سے صدقہ ہوگا۔تو یہ اچھا نہیں کہ سیر بھی کریں اور وعظ کی خیرات بھی بانٹتے چلیں ....نہیں معلوم اس سفر میں ہمارے وعظ کا کسی نے اثر لیا ہوگا یا نہیں مگر ان کا وعظ ہم پر اثر کر گیا۔اور ہم نے انہیں ایک شام کا وقت دے دیا کہ دن بھر سیر کریں گے اور شام کو گھومتے گھامتے تمہارے ہاں آجائیں گے۔

ماریشس کا موسم خوب ہے، صبح سورج طلوع ہوا تو لگتا تھا سخت گرمی ہے، دو گھنٹے بعد بارش ہوگئی اور موسم خوشگوار ہو گیا......دوپہر کو ذرا سی گرمی ہوئی اور عصر تک بارش نے موسم سہانا کر دیا ......کبھی رات کو اچانک بارش شروع ہو جاتی ہے اسی سے ملتا جلتا موسم ہم نے کولمبو سری لنکا میں پایا تھا ......

ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہے، سڑکیں دوطرف درختوں کی لمبی قطاروں سے مزین ہیں اور کہیں گنے کے کھیتوں نے فصیل بنا رکھی ہے......جس طرف دیکھئے گنے کے کھیت نظر آتے ہیں، گلیوں اور سڑکوں کے کنارے بھی گنا ہی گنا ہے۔ جہاں ذرا سی خالی جگہ ہے وہیں یا گنے کی فصل ہے تو یا کوئی باغیچہ سبزیوں یا پھل دار درختوں کا ہے۔ یہاں چائے کے باغات بھی ہیں، اور کیلے کے بھی ......انناس بھی پیدا ہوتا ہے اور ناریل بھی......

یہاں کچھ پھل اور سبزیاں ایسی ہیں جو ہم نے کبھی دیکھی نہ سنی......

بروز ہفتہ بعد نمازِ عصر نادیر اشرفی کے پھوپھا جان کے ہاں محفل میلاد تھی......یہ علاقہ گروبیوٹ کہلاتا ہے۔فرانسیسی زبان میں Gro billot۔ وہاں پہنچے تو ایک نوجوان خوش الحانی سے سورت الرحمٰن کی تلاوت کر رہا تھا، جونہی اس نے تلاوت مکمل کی ہمارا بیان شروع ہوگیا اور ہم نے اسی سورت مبارکہ پر درس دے دیا......اور اس میں آخرت کی فکر کرنے اور جنت میں منتظر بے شمار نعمتوں کی طرف متوجہ ہونے کی ترغیب دی......یہ کہا کہ اسی دنیا کی نعمتوں پر ریجھ نہ جاؤ بلکہ اخروی نعمتوں کی طلب کی فکر کرو اور وہاں کی تیاری ساتھ ساتھ جاری رکھو، جو صدقات وخیرات کی صورت میں اور کثرتِ عبادات کی صورت میں ممکن ہے۔

۱۸ فروری ہفتے کو ساحل Mahebourg پر جانا ہوا اور پھر ساحل کے ایک اور کنارے Blue Bay کی سیر کی......پریس کل، مے برگ واٹرفرنٹ دیکھا۔اس واٹرفرنٹ کے بارے میں ایک گائیڈ بک سے جو معلومات ملیں وہ حسب ذیل ہیں۔ ماریشس چونکہ ایک عرصہ تک فرانس کی کالونی رہا ہے اور یہاں فرانسیسی اقتدار کا تسلط رہا اس لئے یہاں بیشتر شہروں کے، سڑکوں کے اور تاریخی مقامات کے نام پر فرنچ کا غلبہ ہے......اس ساحلی شہر ماہبورگ کا نام بھی اسی عرصہ میں یہاں مقرر ہونے والے ایک گورنر کے نام پر رکھا گیا......انسائیکلوپیڈیا کے بقول:

It is named after Bertrand-François Mahé de La Bourdonnais, one of the most successful governors of the French colonial period.

اصلاً تو اس شہر کو نیدرلینڈ نے یہاں اپنے مختصر سے تسلط کے دور میں آباد کیا تھا، یہ ان کے لینڈنگ پورٹ کے قریب تھا اور یہاں مختلف دریاؤں، ندیوں اور نالوں سے بہتا ہوا پانی آ کر گرتا تھا اور اس کا

نظارہ بڑا دلفریب تھا اور آج بھی ہے۔۱۸۰۶ میں فرانسیسی اقتدار کے دور میں ماہبورگ میں مزید ترقیاتی کام ہوئے اور اسے خوبصورت بنانے کی کوشش کی گئی چنانچہ آج بھی یہ ایک خوبصورت ساحلی علاقہ ہے۔ماریشس کی خوبصورتی کی وجہ سے اس پر مختلف اوقات میں مختلف ممالک نے حملہ آور ہوکر یہاں اپنا اقتدار جمانے کی کوشش کی اور یہ مختلف اقوام کے زیر تسلط رہا......ایک زمانہ میں یہاں ڈچ بھی حاکم وقابض رہے۔وکیپیڈیا کہتا ہے کہ:

The well-planned wide streets in the old section of Mahébourg still bear testimony to this Dutch and French colonial past. After the French chose Port Louis as the main port Mahébourg declined into a sleepy coastal city. The past is still preserved today in the Historical Naval Museum which also recounts the epic naval battles of the past between the French Navy and the Royal Navy. The Dutch historical museum in Grand Port recounts the early Dutch settlement of the island.

Nowadays, Mahébourg is a bustling centre of local trade. The new waterfront complex promises some memorable walks along the sea-side. It even has a casino, mark of a developing tourism industry. There is a growing number of small inns in the city itself and the surrounding districts which cater for local and foreign visitors.

In spite of being well known for its lagoon (the biggest of Mauritius) and for its fishing industry, Mahébourg also has three primary schools namely, Willoughby Government School, Dupérré Government School and Notre Dame des Anges Roman Catholic Aided (RCA) and four secondary schools, namely Emmanuel Anquetil State Secondary School, Hamilton College Boys, Hamilton College Girls and Loretto Convent of Mahébourg.

خوبصورت شفاف نیلے پانی والے اس ساحلی علاقہ کی سیر کرنے ہزاروں لوگ دنیا بھر سے آتے ہیں

اور یورپین ممالک سے تو سیاحوں کی بڑی تعداد یہاں ڈیرے ڈالے رہتی ہے سمندر کے ساتھ ساتھ بے شمار بنگلے، ولاز، فلیٹس اور رہائشی مکانات ہیں جو مہنگے کرایوں پر اٹھتے ہیں اور گناہ کی آماجگاہیں ہیں......آنے والے اکثر سیاح فرینڈز ہوتے ہیں اگرچہ فیملیز بھی ان میں ہوتی ہیں......یہ شرفاء کے ٹھہرنے کی جگہ ہرگز نہیں......اور تفریحی مقامات اکثر ایسے ہی ہوا کرتے ہیں......یہاں کی ایک خاص بات یہ بھی بتائی گئی کہ کشتی میں سوار ہوکر سمندر میں جائیں تو شفاف کشتیوں سے پانی کے اندر کی مخلوق ،مچھلیاں وغیرہ چلتی پھرتی بخوبی صاف نظر آتی ہیں۔ہم نے کہا بلاضرورت پانی کا سفر اور خود کو گہرے پانی کی موجوں کے حوالہ کرنا مناسب نہیں......**ولا تلقوا بایدکم الی التهلكة**......ہم ساحل کی سیر کرکے اور دور تک پھیلے سمندر کا نظارہ کرکے واپس روانہ ہوگئے......

۱۸فروری کو بعد نماز عشاء گلین پارک سنی مسجد، وکوا (Vacoas) میں بیان ہوا......یہاں بھی پبلک کی تعداد پاکستانی لحاظ سے کم مگر یہاں کے لوگوں کے بقول بہت اچھی تھی۔راقم نے اپنے بیان میں جس بات پر زور دیا وہ یہ کہ نئی نسل کی اسلامی خطوط پر تربیت پر توجہ دی جائے کیونکہ راقم یہ محسوس کرتا ہے کہ دنیا کے دیگر ممالک کی طرح یہاں بھی نوجوان دین سے دور ہورہے ہیں،وہ اپنی ثقافت چھوڑ کر غیروں کا کلچر اپنانے لگے ہیں۔

وکوا،اور فینکس دو آبادیاں ہیں مگر تقریباً مل کر ایک ہی ہوگئی ہیں یہ دونوں آبادیاں ۱۹۶۳ءاور ۱۹۶۸ میں علی الترتیب بلدیاتی نظام کا حصہ بنیں،انہیں فرینچ میں جڑواں بہنیں بھی کہا جاتا ہے۔

یہاں یہ بات دہرانا شاید تکرار کا باعث ہو کہ چھوٹے چھوٹے یہ دونوں شہر بہت خوبصورت ہیں، کیونکہ خوبصورتی پورے ماریشس میں بکھری پڑی ہے اور ہرطرف قدرتی حسن کے ان گنت مناظر ہیں۔ہاں البتہ انسانی کھالیں موسمی اثرات کی وجہ سے زیادہ دلکش نہیں۔ان پر ملاحت غالب ہے۔

اتوار کو MIdlands Dam اور چائے کے باغات وزٹ کئے۔اور کیوپپ Curepipe میں آتش فشاں والا پہاڑ دیکھنے گئے......

مڈلینڈ ڈیم بہت بلندی

پر ہے اور پہاڑی علاقہ میں اس طرح بنایا گیا ہے کہ اس کے دوطرف پہاڑیاں ہیں اور تیسری جانب کو ڈیم بنا کرایک بڑی جھیل میں تبدیل کردیا گیا ہے یہیں سے پورے ماریشس کو پانی سپلائی ہوتا ہے

۔اوراس ڈیم میں بارشی پانی کا ذخیرہ سال بھر جمع ہوتا رہتا ہے۔

کیوپپ وہ علاقہ ہے جہاں ایک سویا ہوا آتش فشاں ہے۔لوگ اسے دیکھنے دور دور سے آتے ہیں......کیوپپ کے بارے میں وکی پیڈیا سے حسب ذیل معلومات ملتی ہیں۔

The town's name, Curepipe, is said to be originated from the French curer sa pipe, which translates to "cleaning the pipe". There are several theories by historians as to the naming of the city. Some historians believe that the name was given as travelers and soldiers from the 19th century often traveled from Port Louis and Grand Port (now Mahébourg) to refill their pipes in Curepipe. Other historians believe that the name was given after a late landowner during the 18th century.[3]

The town officially covers an area of 23.8 square kilometres (9.2 sq mi). It is located in the Plaine Wilhems district on the central plateau of Mauritius at an altitude of 561 meters. Of the larger towns of the island's central plateau, Curepipe is the most southern and also the highest. As a consequence of its height, Curepipe is known for its relatively cool and rainy climate.[4]

Curepipe also known as La Ville-Lumière (The City of Light), is a town in Mauritius, located in the Plaines Wilhems District, the eastern part also lies in the Moka District. The town is administered by the Municipal Council of Curepipe. Curepipe lies at a higher elevation, often referred to as the "Central Plateau". According to the census made by Statistics Mauritius in 2015, the population of the town was at 79,014.[2]

Curepipe, though inland from the main coastal tourist areas of Mauritius, is nonetheless a tourist destination. Some of the more popular attractions include:

Curepipe Botanic Gardens, Trou aux Cerfs Crater, Monvert Nature Park
Sainte Therese Church, Carnegie Library of Curepipe
The old Town Hall, Domaine des Aubineaux
The Basilica of Sainte Helene, La Sabloniere
Casino de Maurice, St. Joseph's College (National Heritage)
Royal College Curepipe (National Heritage)

(جاری ہے)